الحاج مولانا اظہار الحق صاحب
مہتمم دارالعلوم حقانیہ اکوڑہ خٹک

# حضرت اباجیؒ

جناب الحاج اظہار الحق صاحب حضرت شیخ الحدیثؒ کے سب سے چھوٹے صاحبزادے ہیں۔ دارالعلوم کے انتظامی امور، مطبخ اور تعمیرات وغیرہ کی نگرانی کرتے ہیں اپنے والد گرامی کے لگائے ہوئے گلشن کی تعمیر و ترقی اور تزئین و آرائش اور متنوع خدمات میں حضرت مہتمم صاحب کا ہاتھ بٹاتے ہیں ان کا درج ذیل میں حضرتؒ کی نجی زندگی اور ایک عام انسانی معاملات میں ان کے دینی ترجیحات کی شہادت ہے۔

مجھے لکھنے اور مضمون نویسی سے کوئی شغف نہیں رہا اس لئے باقاعدہ کوئی مقالہ لکھنے کا تجربہ بھی نہیں، تاہم حضرت والد گرامی کی کچھ یادیں ہیں جنہیں بے ربط کے جملوں اور ٹوٹی پھوٹی تحریر میں زیب قرطاس کر رہا ہوں۔

۱۔ مجھے یاد پڑتا ہے کہ سفر حج کے موقع پر جب میں رخصت ہو رہا تھا تو حضرت نے سفر کی عظمت حج کے تقدس و عشق رسول صلی اللہ علیہ وسلم کے پیش نظر مجھے بڑی محبت توجہات اور ڈھیروں دعاؤں کے ساتھ رخصت کیا بار بار ذکر مناسک حج میں استغراق اور لہویات سے اجتناب کی تاکید فرماتے رہے روضۂ رسول صلی اللہ علیہ وسلم پر حاضری ادب و احترام اور صلوٰۃ سلام کی شدت سے تاکید کی اور اپنے سلام پہنچانے کا اصرار فرمایا۔

۲۔ ہمارے سفر حج کے زمانہ میں منیٰ میں آگ لگی تھی تو حضرت عامۃ المسلمین اور حجاج کرام کے فکر اور غم و ہم میں بہت بے قرار تھے اپنے بیٹے کی فکر ایک فطری امر ہے مگر حضرت کے استفادات، دعائیں اور تمام تر توجہات میں بیٹے سمیت تمام حجاج کرام کا ذکر ہوا کرتا تھا اور صد درجہ الحاح و تواضع اور انکسار و عبدیت کے ساتھ دعائیں کرتے تھے۔

۳۔ والد صاحب جب کبھی بھی گھر سے باہر جایا کرتے تو اپنی والدہ ماجدہ سے باقاعدہ اجازت لے کر جایا کرتے تھے ایک دفعہ والد صاحب جلدی میں والدہ سے پوچھے بغیر گھر سے نکلے گھر سے دور یاد آیا کہ والدہ سے اجازت نہیں لی ہے۔ اپنے ساتھیوں کو یہ کہہ کر کہ مجھے گھر پر کوئی ضروری کام یاد آیا ہے۔ واپس گھر تشریف لائے اپنی والدہ سے اجازت لی پھر اپنی منزل مقصود پر روانہ ہوئے۔

۴۔ گاؤں یا محلہ میں جو کوئی بھی بیمار ہو جاتا تو اس کی بیمار پرسی کے لئے خود ان کے گھر جایا کرتے تھے آخر میں جب بیماری کی وجہ سے کمزور ہوتے اور خود نہ جا سکتے تو پھر ہم بھائیوں میں سے کسی ایک کو اپنی طرف سے بیمار پرسی کے لئے بھیجا کرتے تھے۔ حتیٰ کہ ہم پہلے سے بیمار پرسی کر چکے ہوتے۔

اگر ہم نے ذاتی طور پر بیمار پرسی کر بھی لی ہوتی تب تو حضرت فرماتے کہ اب یہ میری طرف سے بیمار پرسی کریں۔

۵۔ حضرت گائے بھینس پالنے کا شوق رکھتے تھے اور ان کے پالنے کا اہتمام کرتے۔ ۲ یا ایک بجے جب دارالعلوم سے گھر آتے اولاً بھینسوں کا حال دیکھتے اور یہ پوچھتے کہ چارہ ڈالا ہے پانی پلایا ہے۔ پھر جب اطمینان ہوتا تو بھینسوں پر خود دست شفقت پھیرتے، گھاس پانی کی بار بار تاکید کرتے ان کی جگہ کی صفائی کا اہتمام کرتے۔ جب خوب تسلی کر لیتے تب گھر تشریف لے جاتے۔

۶۔ والدہ نے ہمارے لئے رشتہ داروں میں نکاح کی بات کرنی چاہی تو والد صاحب نے جواب دیا۔ کہ خود ان سے پوچھیں کیونکہ میں جبر کا کام نہیں کرتا ان سے خود دریافت کریں کہ ان کو بھی یہ رشتے پسند ہیں حضرت کا یہ معاملہ جو شریعت اور مزاج انسانی کے مطابق ہے ـــــ مقصد یہ تھا کہ شریعت اور انسانی فطرت کے تقاضے پورے ہو جاتے۔

۷۔ ابتداء میں میری دو بچیاں یکجا پیدا ہوئی تھیں۔ تو ذہنی طور پر پریشانی ہوئی حضرت آئے اور فرمایا اذان دیتے ہوئے۔ تو فرمایا کہ آپ خوش قسمت ہیں۔

خود تشریف لائے میری بچیوں کے کان میں اذان اور اقامت کہی اور ارشاد فرمایا کہ حضورؐ کی حدیث ہے کہ وہ عورت خوش نصیب اور نیک بخت ہے جو پہلے بچی جنے یہ تو بمقتضائے حدیث آپ کی سعادت مندی ہے اس سے تسلی ہوئی اور خدا کا شکر ادا کیا۔

۸۔ محترمہ دادی جان ہمیں حضرت والد صاحب کے بچپن کے متعلق فرمایا کرتی تھیں کہ حضرت مولانا صاحب جب چھوٹے تھے۔ اور جب چھٹی پر گھر آجاتے تو میں کبھی کبھی مولانا صاحب کو کہتی کہ جاؤ باہر چکر لگالو اور بچوں سے کھیلو مگر مولانا صاحب جواب میں کہہ دیتے کہ میں باہر نہیں جاتا اور بچوں سے نہیں کھیلتا کیونکہ وہ مجھے کہیں والدین کی گالیاں نہ دیں۔

۹۔ مولانا صاحب کے ساتھ اکثر ہم اکٹھے قربانی کے لئے ایک ہی گائے یاد ہیں قربانی کے حصے رکھا کرتے۔ جس میں ہم چار بھائیوں اور اہل خاندان اور والدہ ماجدہ کے بھی حصے ہوتے قربانی کرتے وقت مردوں کو ہر ایک کو حاضر کر کے اور عورتوں سے گھر میں اجازت لے کر تب قربانی کے جانور کے ذبح کرنے کے لئے چھری چلاتے۔

١٠- حزم واحتیاط کا یہ عالم تھا کہ قربانی سے قبل ہماری والدہ ماجدہ سے بھی باقاعدہ اجازت لیتے نیز جن شرکاء قربانی نے گائے یا بھینس کو پکڑا ہوا ہوتا ذبح کے وقت سب کو تکبیر پڑھنے کی تاکید فرماتے۔

١١- ء کا الیکشن تھا دن بھر کی پولنگ، شدید مقابلہ اور ہار جیت کے ولولے اور اندیشے تمام کارکنوں کو بے چین کیے ہوئے تھے، رات کے ١٢ بجے ہم لوگ نوشہرہ گئے تاکہ اے۔ سی سے ریزلٹ حاصل کریں کوئی ڈیڑھ بجے کے قریب ہمیں حضرت شیخ الحدیث کی کامیابی کا ریزلٹ ملا ہم خوشی خوشی اکوڑہ آئے۔ اور احقر جلدی سے گھر پہنچا کہ حضرت انتظار میں ہوں گے اور میں انہیں خوشخبری سنا دوں گا اور یہ فطرت کی بات ہے کہ الیکشن ایم این اے کی سیٹ کا مقابلہ ہو پھر مقابلہ میں بھی پیپلز پارٹی اور نیشنل پارٹی تھی مقابلہ معرکے کا تھا تمام کارکن بے چین منتظر تھے مگر جب حضرت کے پاس ان کے بالاخانہ پر پہنچا تو دروازہ بند تھا کنڈی کھٹکھٹائی تو حضرت خواب سے اٹھے دروازہ کھولا۔ مجھے حیرت ہوئی کہ ایسے حالات، بلا کا مقابلہ، عظیم معرکہ اور ادھر یہ مزے کی نیندیں ـــ حضرت نے الیکشن کا نہ پوچھا ہار جیت کی کوئی بات نہ کی بلکہ بڑے معصومانہ لہجے میں ارشاد فرمایا کیوں بیٹے کیا بات ہے؟ خیریت تو ہے؟ میری حیرت کی انتہا نہ رہی سوچتا ہی رہ گیا کہ کتنی شدت کا مقابلہ اور یہاں کیسا اعتماد اور اطمینان ہے۔

دوسری اہم بات میں نے حضرت کے الیکشن میں یہ دیکھی وہ جہاں بھی گئے اور جہاں بھی الیکشنی تقریر کی تو انہوں نے کبھی بھی کسی تقریر میں یہ نہیں کہا کہ "مجھے ووٹ دو" بلکہ ہمیشہ ان کی تقریر یہ رہی کہ "تمہارے نزدیک جو بھی مستحق ہو جو بھی دین اسلام کے نظام کے نفاذ کی کوشش کرنے کا اہل ہو تمہاری نمائندگی کی صلاحیت رکھتا ہو اسے منتخب کرنا"

١٢- گجر گڑھی ضلع مردان ایک درسگاہ میں حضرتؒ کو ان کے والد گرامی نے چھوٹی عمر میں داخل کر دیا تھا اور وہ اپنے جذبہ خدمت سے اپنے سے بڑے طلبہ کے لئے گھروں سے روٹیاں لایا کرتے تھے آپ ابھی مبتدی تھے ایک رات باد و باراں اور بارش و طوفان تھا، حضرتؒ طلبہ کے لئے گھروں سے روٹی لانے کے لئے نکلے کچھ روٹیاں جمع کیں پھر راستے میں بارش اور کیچڑ کی وجہ سے کہیں گر گئے اور روٹیاں ساری خراب ہو گئیں۔ آپ کو چوٹیں بھی آئیں دادا مرحوم گاہے گاہے تشریف لے جایا کرتے تھے انہوں نے اپنے بیٹے کی اس حالت اور عذر کو دیکھا تو ساتھ لائے اور قدیم زمانے کے دستور کے مطابق معالجہ کرتے رہے بعد میں ہاتھ تو درست ہو گیا مگر آخر عمر تک اس میں کمزوری بہرحال باقی رہی جب کہ اس کی روایت یہ بھی ہے کہ روٹی اور سالن وغیرہ کے ضائع ہونے پر طلبہ نے آپ کی پٹائی کر دی تھی لیکن والد گرامی نے کسی طیش یا جوش وغضب کے اظہار کے بغیر چپکے سے اپنے بچے کو ساتھ لایا اور معالجہ کے لئے اکوڑہ آ گئے۔ جیسا بھی ہو بہرحال اس سے حضرتؒ کے زمانہ طالب علمی میں طلبہ کی خدمت کے جذبہ اور ایثار و قربانی کی عکاسی ہوتی ہے۔ ★

الحمدللہ کہ اللہ پاک نے بڑا کرم اور احسان فرمایا ہمارے دارالعلوم حقانیہ کے فضلاء آج ملک و بیرون ملک مصروف خدمت دین ہیں اللہ کریم نے دارالعلوم کے فضلاء کو مقبولیت اور کام کرنے کی بہترین صلاحیت سے نوازا ہے اب جو آپ حضرات نے اپنے مشاغل اور دینی خدمات سے متعلق حالات اور کوائف سنائے۔ یہ خالص اللہ ہی کا کرم ہے بلا استحقاق اتنی عنائتیں فرماتے ہیں آج جہاد افغانستان میں بھی اللہ کریم نے فضلاء حقانیہ کو قائدانہ کردار کی توفیق ارزانی فرمائی ہے۔ دیکھو! یہ سب کچھ اس لیے ہے کہ آپ حضرات لالچ نہیں کرتے جب طمع لالچ اور خود غرضی آجاتی ہے تو برکات اٹھ جاتے ہیں اللہ کی مدد بند ہو جاتی ہے جب بھی دین کا کام کرو تدریس اور تصنیف کے مواقع میسر ہوں۔ تبلیغ کا خدا موقع دے تو اپنی طرف سے حصول جاہ منصب اور حصول مال و دولت کی تمنا تک دل میں نہ لاؤ۔ دیوبند کے اکابر اساتذہ اور ہمارے بزرگوں کا یہی وہ امتیاز ہے جس سے اللہ نے ان کو خصوصیت سے نوازا ہے دارالعلوم حقانیہ تو دیوبند ہی کا سلسلہ ہے مجھے یقین ہے کہ ہمارے فضلاء بھی اپنے آبائی اسلاف کی امانت کی حفاظت کرتے رہیں گے۔

دارالعلوم دیوبند میں احقر جس زمانہ میں تھا تو بیت المال میں رقم ختم ہو گئی غالباً اساتذہ کو پانچ چھ ماہ تک تنخواہ نہ مل سکی مگر کسی کی جبین پر شکن تک نہ آئی جب مجھے دارالعلوم دیوبند میں خدمت تدریس کا موقعہ اپنے بزرگوں نے بخشا اور تنخواہ کی بات کی تو میں نے عرض کر دیا کہ مجھے تنخواہ سے کوئی سروکار نہیں تعلیم سے کام ہے۔ وہاں تنخواہوں کے اضافوں کی بات ہوا کرتی تھی مگر آپ نے کبھی ایسی درخواست پر دستخط نہیں کئے خدا تعالیٰ نے کرم فرمایا سارے حالات سدھار دیئے اب اللہ کا احسان ہے کہ دارالعلوم کو خدا نے مرکزیت اور مقبولیت عطا فرمائی ہے۔ البتہ میں نے ایک طریقہ اختیار کئے رکھا کہ دارالعلوم دیوبند کے زمانہ میں بھی اور اب بھی جب کبھی تنگ دستی کے اور مالی کمزوری کے حالات پیش آتے ہیں تو جو کچھ پاس ہوتا ہے اس میں اللہ کی راہ میں خفیۃً دے دیتا ہوں ابھی دن پورا نہیں گزرتا کہ اللہ پاک مدد فرما دیتے ہیں، حاجتیں رفع ہو جاتی ہیں۔

ارشاد: شیخ الحدیث مولانا عبدالحقؒ

(از صحبتے با اہل حق)